



## سوال

(42) میت کی پیشانی پر انگلی سے بسم اللہ لکھنا؟

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میت کی پیشانی پر انگلی سے بسم اللہ لکھنا اور کوئی تبرک چیز مثلاً غلاف کعبہ کا ٹکڑا کفن پر باندھنا جائز ہے یا نہیں؟

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

میت کی پیشانی پر انگلی سے بسم اللہ لکھنا کتاب الہی و سنت رسول و جماع صحابہ و قیاس مجتہدین سے ہر گز ثابت نہیں ہے اور جوان چار دلیلوں میں سے کسی سے بھی ثابت نہ ہو وہ کام کرنا منع ہے اور اسی طرح کفن پر کوئی چیز لکھنا یا کسی تبرک چیز کا رکھنا بھی جائز نہیں ہے۔ اگر سوال کیا جائے کہ فقہ کی بعض کتابوں سے لکھنا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ محمد بن بزاز نے فتاویٰ بزازیہ میں لکھا ہے کہ:

”اگر میت کی پیشانی یا پچھڑی یا کفن پر عمد نامہ یا کفن پر عمد نامہ لکھا جائے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے۔ اور تانا خانہ میں ہے کہ کسی نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں اور غسل دے دیا جائے، تو میری پیشانی پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھ دینا چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر خواب میں باپ کو دیکھا۔ اس کا حال پوچھا تو اس نے کہا جب مجھے قبر میں رکھا گیا تو عذاب کے فرشتے آئے، جب انہوں نے میری پیشانی اور سینہ پر بسم اللہ دیکھی تو کہنے لگے۔ تو عذاب سے بچ گیا۔“

اور ابراہیم نے صغیری شرح فیہ میں اور علاؤ الدین حصکفی نے در مختار میں اور ابن عابدین نے رد المختار میں بزازیہ کے حوالہ سے اس عبارت کو لکھا ہے، اور جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ اور ابن عجمیل پہلے اس کا فتویٰ دیتے تھے۔ بعد ازاں صدقہ کے اوٹوں پر جو لفظ ”اللہ“ لکھا جاتا ہے اس پر قیاس کر کے لکھنے کے فتویٰ بھی دینے لگے۔ اور اسی طرح شریعی کے حوالہ سے بعض محشین نے سینہ پر انگلی سے بسم اللہ اور اللہ محمد رسول اللہ لکھنا نقل کیا ہے۔ اور یہی فتویٰ محمد اسلمی دہلوی نے مایہ مسائل میں اور مفتاح الجنان و کفایہ میں شعبی میں درج ہے تو اس سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اس کے جواب میں میں کہتا ہوں کہ اولہ اربعہ میں سے کوئی دلیل بھی مذکورہ کتابوں میں نقل نہیں کی گئی اور اس کی بنا قیاس فاسد پر ہے۔ یا پھر خواب پر قیاس کے متعلق عرض یہ ہے کہ اذکار اور ادعیہ اور ان کی ینت کذاتی سب تو قیسی (جن میں قیاس کو دخل نہ ہو) ہیں ان کو از خود تجویز کرنے اور ان پر اجر مرتب کرنے کا کسی کو بھی حق نہیں ہے۔ یہ حق صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا ہے بعض چیزیں بظاہر دیکھنے میں اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن چونکہ وہ مستقول نہیں ہیں۔ لہذا منع ہیں۔ دیکھئے صبح طلوع ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ سے صرف دو رکعت سنت ثابت ہے۔ اب اگر کوئی زیادہ پڑھے تو ناجائز ہوگا۔ حالانکہ نمازنی نفسہ بہت اچھی چیز ہے عید گاہ میں نفل چونکہ آنحضرت سے ثابت نہیں ہیں۔ اگر وہاں نفل پڑھے تو جائز نہ ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ سورۃ قل یا ایہا الکفرون سے لے کر آخر تک ایک ہی رکعت میں نہ پڑھے۔ کیونکہ یہ بدعت ہے ثابت نہیں ہے۔ اور صدقہ کے اوٹوں پر قیاس کر کے لکھنا قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ اوٹوں پر جو لکھا جاتا ہے، وہ علامت کے لیے لکھا جاتا ہے۔ اور یہاں جو کچھ لکھا جاتا ہے۔ وہ

تبرک اور نجات کے لیے لکھا جاتا ہے۔ اور پھر وہاں بے ادبی کا امکان نہیں۔ اور یہاں پوپ وغیرہ میں لوٹ ہونے کا یقین ہے۔ پھر یہ بھی دیکھیں کہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کے کانوں میں اذان کہتے ہیں کہ وہ اس کی زندگی کی ابتداء تھی اس پر انثناء کو قیاس کر کے بعض لوگوں نے دفن کے وقت بھی اذان کہنا شروع کر دی تو فقہاء نے اس پر انکار کیا۔ چنانچہ ابن عابدین نے ردالمحتار میں اور ابن حجر نے لپنے فتاویٰ میں اس کو بدعت لکھا۔ عید اور جمعہ کی نماز کے بعد بعض لوگوں نے مصافحہ کرنا شروع کر دیا۔ تو گو مصافحہ فی نفسہ بری چیز نہیں لیکن فقہاء نے اس کا انکار کیا کیونکہ یہ اس موقع میں ثابت نہیں۔ صلوة الرغائب کو جس کو بعض بدعتی لوگوں نے جاری کر دیا ہے اس کے خلاف فقہاء نے آواز سنایا۔

باقی رہا خواب کا معاملہ تو نبی کی خواب کے سوا کسی کی خواب حجت شرعی نہیں ہے۔ اور اس سے احکام کا استنباط نہیں کیا جاسکتا۔ دیکھئے علامہ کرمانی نے شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کے ماتحت کہ ابولسب کی ایک لونڈی ثویبہ تھی۔ اس نے ابولسب کو آنحضرت ﷺ کی پیدائش کی جب خوشخبری سنائی تو ابولسب نے اس کو آزاد کر دیا۔ پھر ثویبہ نے نبی ﷺ کو دودھ پلایا جب ابولسب مر گیا تو اس کے گھر والوں میں سے کسی نے اس کو خواب میں دیکھا کہ اگر لکھا جائے کہ اس میں دلیل ہے کہ کافروں کو بھی نیک اعمال نفع دیتے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ واقعہ قرآن مجید کی آیت **فَجَلْنَا عَنْهَا صَبَاءً شَتْوَرًا** کے مخالف ہے۔ حافظ ابن حجر نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ اور کہا ہے کہ اس حدیث سے دلیل نہیں کی جاسکتی کیوں کہ یہ مرسل ہے۔ اس کو عروہ نے بیان کیا ہے۔ اور کسی سے سنی ہے۔ یہ بیان نہیں کرتا۔ اور اگر بالفرض یہ حدیث موصول بھی ہوتی تو ایک خواب ہونے کی وجہ سے اس سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ قسطلانی بھی یہی کہتے ہیں۔ بلکہ نفسی کی طرح مناء میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ نبی کے علاوہ کسی کا الہام بھی حجت نہیں ہے۔ اور نہ کسی کی خواب حجت ہے۔ باقی یہ جتنی کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے۔ انہوں نے بزازیہ سے نقل کیا ہے۔ اور بزازیہ نے اس پر کوئی شرعی دلیل قائم نہیں کی ہے۔ لہذا وہ توجہ دینے کے قابل نہیں۔ ابن صلاح اور صاحب درمختار نے بہت صحیح لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ کا نام یا قرآن کی کوئی سورت میسٹ پر لکھنا تو درکنار۔ روپیہ۔ حلقہ دیوار اور فرش پر بھی نہیں لکھنا چاہیے۔ کیونکہ اس سے بے ادبی کا احتمال ہے۔ اور کفن پر لکھنے میں تو بے ادبی کا یقین ہے۔ پس ایسی صورت میں یہ لکھنا کیسے جائز ہو جائے گا۔

اور کفن میں تبرک شے کا اضافہ کرنے کے متعلق تحقیقی جواب یہ ہے کہ روایات سے ثابت ہے کہ خلفائے راشدین کے زمانہ میں خانہ کعبہ پر خلاف چڑھایا جاتا تھا۔ اور کسی نے اس کا انکار نہ کیا اس سے اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ خانہ کعبہ پر خلاف چڑھانا درست ہے۔ لیکن اس کے بعد اس کو خریدنا اور فروخت کرنا اور دوسرے ممالک میں بطور تبرک لے جانا اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ چنانچہ علامہ عینی عمدۃ القاری میں اسی باب کے تحت لکھتے ہیں کہ اس کا بیچنا اور دوسرے ممالک میں لے جانا جائز نہیں ہے۔ اور فضل عدلان کا فتویٰ بھی یہی ہے۔ ابن صلاح نے کہا کہ اگر اس کا خریدنا یا فروخت کرنا جائز بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس کی فروخت سے جو مال میسر ہوا اس کو بیت المال میں داخل کرنا ضروری ہے۔ ازرقی نے بھی لکھا ہے حضرت عباس اور عائشہ رضی اللہ عنہما کا فتویٰ ہے کہ خانہ کعبہ سے اتر جانے کے بعد جنبی اور حائضہ اس کو پہن سکتے ہیں۔ جو اس کی خرید و فروخت کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک کعبہ کے اترے ہوئے خلاف کا کفن دینا جائز ہے۔ اور تبرک کپڑے کا کفن دینا حدیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن ابی منافق جب مر گیا تو اس کے بیٹے عبداللہ نے آنحضرت ﷺ سے درخواست کی کہ اپنی قمیض عنایت فرمادیں، تاکہ اس میں اس کو کفن دیا جاسکے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے قمیض دے دی ایک عورت نے نبی ﷺ کو ایک کپڑا بن کر دیا۔ آپ نے اس کو پہن لیا پھر کچھ مدت کے بعد اس نے حضور سے کپڑا مانگا۔ آپ ﷺ نے دے دیا۔ اس نے اس کپڑے کو اپنے کفن کے لیے رکھ لیا۔ نبی ﷺ کی ایک صاحبزادی فوت ہوئیں۔ تو کفن کے لیے آپ ﷺ نے اپنا تہ بند اتار کر دے دیا۔ ان روایات سے تو ثابت ہوتا ہے کہ تبرک کپڑے میں کفن دینا درست ہے لیکن یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مسنون کفن کے بعد اس پر تبرک کپڑے کا اضافہ کیا جائے۔ چنانچہ میت کو پگڑی پہنانے کے خلاف فقہاء نے فتویٰ دیا۔ کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ ان میں قمیض اور عمامہ نہیں تھا۔ فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ کفن تین کپڑے ہیں۔ جن میں ہمارے مذہب کے مطابق پگڑی نہیں ہے۔ بحر الرائق۔ مجتبیٰ تنویر الابصار۔ قسطنطنیہ۔ جامع الرموز۔ زاہدی وغیرہ میں بھی اسی طرح ہے تو کفن کے ہمراہ خلاف کعبہ کا ٹکڑا رکھنا ایک زائد چیز ہوگی۔ جو سنت کے خلاف ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ **”جب کوئی قوم کوئی بدعت رائج کرتی ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے ایک سنت اس قوم سے اٹھالیتے ہیں تو سنت کا تمام لینا بدعت کے کرنے سے بہتر ہے۔“** خلاصہ یہ کہ بسم اللہ کا انگلی سے پشانے اور خلاف کعبہ کا ٹکڑا کفن پر رکھنا دونوں بدعت ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **”جو کوئی دین میں کوئی نیا کام جاری کرے جس کے متعلق ہمارا حکم نہیں ہے۔ تو وہ کام مردود ہے۔ اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ”دو چیزیں ہیں۔ کلام اور ہدایت تو بہترین کلام اللہ تعالیٰ کی کلام ہے۔ اور بہترین راستہ رسول اللہ ﷺ کا راستہ ہے۔ تمہنے کاموں سے بچنا کہ بدترین کام ہیں۔ اور دین میں ہر نیا کام بدعت ہے۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ واللہ اعلم۔“**



## فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 05 ص 74

محدث فتویٰ